چنانچہ یہ دور ادبی تاریخ نگاروں ، محققوں اور ناقدوں کی توجہ اور اعتناء کا مرکز رہا ہے - ادبی تاریخوں کے علاوہ ، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، نور الحسن ہاشمی ، ڈاکٹر جان رشید ، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ، ڈاکٹر محمد حسن ، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، ثناء الحق ، شیخ چاند اور ادریس صدیقی وغیرہم کے تحقیقی مقالات میں اس سلسلے کا قابل قدر لوازمہ یک جا ہے -

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے - اختصار ، جامعیت اور حسن ترتیب کو اس کا نمایاں وصف قرار دیا جا سکتا ہے -

ڈاکٹر ناہید کوثر نے یہ مقالہ معروف محقق ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کی رہ نمائی میں مکمل کیا - مقالے میں کل چھ ابواب ہیں اور ہر باب متعدد فصول میں تقسیم ہے - ہر فصل کے ضمنی عنوانات کی فہرست بھی متعلقہ باب کے آغاز میں درج ہے ، جسے اس خوب صورتی سے تیار کیا گیا ہے کہ بیک نظر تمام مباحث آئنہ ہو جاتے ہیں -

پہلے باب میں اورنگ زیب عالم گیر کے بعد تقریباً ایک صدی میں رونما ہونے والے سیاسی واقعات ، معاشرتی و اخلاقی سانحات اور ثقافتی و مذہبی رجحانات کا جائزہ لیا گیا ہے - دوسرا باب شمالی ہند میں ریختہ گوئی کی ترقی کے اسباب و محرکات کی نشان دہی کرتا ہے - فاضل مصنفہ نے مختلف بنیادی اور ثانوی مآخذ کی مدد سے نتیجہ نکالا ہے کہ رائے چندر بھان برہمن ، مرزا عبدالقادر بیدل ، جعفرزٹلی ، ٹیک چند بہار ، موسوی خان فطرت ، خواجہ عطا ، قزلباش خان امید اور سراج الدین علی خان آرزو کے اکا دکا ریختوں کو شمال میں ریختہ گوئی کے فروغ کی حقیقی اساس قرار نہیں دیا جا سکتا - صفحہ ۴۰ پر رقم طراز ہیں : "ریختہ گوئی کی داغ بیل حاتم اور ان کے معاصرین کے ہاتھوں پڑی اور ...... یہ دیوان ولی کی کرشمہ سازیوں کا ہی نتیجہ تھا - " اسی باب میں دیوان ولی کی دہلی آمد کا سال متعین کرنے کی سعی بھی کی گئی ہے باب سوم اور چہارم میں غزل کے ارتقاء کی بحث ہے - جدا جدا فصلوں میں لسانی اور ادبی و فنی پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے - مختلف شعراء کے کلام میں موجود تلفظ و املا ، تذکیر و تانیث فارسی محاورات و مصادر ، اوزان و بحور تلمیحات و تشبیہات ، علائم و رموز ، حشووزوائد اور فصاحت و بلاغت سے متعلق رجحانات کی نشان دہی کرنے کے ساتھ ساتھ مجموعی رویوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے - اس کے بعد سات فصلوں میں غزل کے مختلف موضوعات و اسالیب زیر بحث آئے ہیں - پانچواں باب شمالی ہند میں مثنوی نگاری کے جائزے پر مشتمل ہے - اس مقالے میں سب سے زیادہ اسی صنف پر لکھا گیا ہے - مصنفہ نے ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے تتبع میں اسماعیل امروہوی کو شمالی ہند کا پہلا مثنوی نگار مانا ہے مقالے میں زیر تبصرہ مثنویات کو عشقیہ، سوانحی و واقعاتی، طنزیہ اور صوفیانہ وغیرہ کے ذیلی عنوانات میں

تقسیم کیا گیا ہے ۔ میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" اور میر حسن کی "سحرالبیان" کا تنقیدی جائزہ نسبتہً طوالت کا حامل ہے ۔ آخری باب میں قصیدہ، شہر آشوب، مرثیہ اور چند دوسری اصناف یا شعری ہیئتیں موضوع گفتگو ہیں ۔

ڈاکٹر ناہید کوثر نے اس مقالے کی تیاری میں دو سو سے زائد تذکروں، دواوین، ادبی تواریخ، اور تحقیقی مقالات سے مدد لی ہے جن کی فہرست شامل کتاب ہے ۔ حوالے عموماً احتیاط کے ساتھ درج کیے گئے ہیں، سوائے چند مقامات کے جہاں اقتباسات کے آغاز و اختتام کی واضح طور پر نشان دہی نہیں کی گئی ۔ پاورقی حوالوں میں اگر کتاب کے ایڈیشن کا حوالہ بھی دیا جاتا تو بہتر تھا ۔ بعض مقامات پر ایک ہی کتاب کا مسلسل حوالہ مکمل کوائف کے ساتھ مکرر درج کیا گیا ہے ۔ حالاں کہ یہاں "ایضاً" سے کام چل سکتا تھا ۔ ایک بات کتاب کے عنوان سے متعلق عرض کرنا ضروری ہے کہ اس میں شمالی ہند کی صراحت نہ ہونے کے سبب پہلی نظر میں یہ غلط فہمی جنم لیتی ہے کہ شاید مصنف نے دکنیات کا احاطہ بھی کیا ہے ۔

اس ناگفتنی کے بعد آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تخلیقی ادب کے ساتھ ساتھ تنقید اور خصوصاً تحقیق کے کام میں خواتین کی عملی شرکت قابل توجہ اور خوش آئند ہے ۔ امید کی جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ کی مزید تحقیقی کاوشیں وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتی رہیں گی ۔

۹۔ خواجہ میر درد کی فارسی شاعری

مصنف: خواجہ حمید یزدانی

ناشر: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور

ضخامت: ۱۸۴ صفحات

مبصر: عتیق احمد جیلانی

اردو، فارسی، اور انگریزی کے اسّی سے زائد بنیادی اور پچاس سے زائد ثانوی مآخذ کی مدد سے مرتبہ کتاب "خواجہ میر درد کی فارسی شاعری" پیش نظر ہے ۔ اس موضوع پر یہ پہلی باقاعدہ کتاب ہے جسے ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نے ڈاکٹر وحید قریشی کی رہ نمائی میں تحریر کیا ہے ۔

مقالہ پانچ ابواب میں منقسم ہے ۔ باب اول میں رسمی طور پر اٹھارہویں صدی کے شمالی ہند کا سیاسی، سماجی اور اقتصادی پس منظر بیان کیا گیا ہے ۔ باب دوم میں خواجہ میر درد کے خاندان، خصوصاً خواجہ محمد ناصر عندلیب اور خود میر درد کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اس ضمن میں مختلف معاصر شہادتوں کی مدد سے فاضل مقالہ نگار نے متعدد نتائج اخذ کیے ہیں ۔ مثال

کے طور پر درد کے داد نواب ظفر اللہ خاں کو عہد جہاں گیری کے ایک امیر خواجہ احسن اللہ ظفر خاں اور عہد محمد شاہی کے ایک امیر خواجہ مظفر ظفر خاں روشن الدولہ عرف طرہ باز خاں کی شخصیات سے خلط ملط کیا جاتا رہا ہے ، مگر زیر نظر مقالے میں قرائن کی چھان پھٹک کے بعد پہلی مرتبہ یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ نواب ظفر اللہ خاں اور مؤخر الذکر امراء علاحدہ علاحدہ اشخاص ہیں - اس طرح درد کے اپنے ہی بیانات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ ان سے متعلق فاقہ کشی کی روایت غیر معتبر ہے - اسی طرح کی ایک معروف بات اٹھائیس برس کی عمر میں گوشہ نشینی بھی ہے - خواجہ حمید یزدانی نے اسے بھی مشتبہ قرار دیا ہے - اور بعض شواہد کی بنیاد پر خیال ظاہر کیا ہے کہ گوشہ گیری عمر کے آخری حصے میں اختیار کی - درد کی وفات ، مدفن ، اولاد ، تلامذہ اور تصانیف کے بارے میں بھی تفصیلاً اظہار خیال کیا گیا ہے - مقالے میں تصانیف درد کے ۲۶ قلمی نسخوں کی فہرست قابل توجہ ہے جس میں لائبریریوں کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ مخطوطات کی کیفیت اور ضروری کوائف کا اندراج بھی ہے - سوانحی حصہ بڑی محنت سے ترتیب دیا گیا ہے مگر کتاب کے موجودہ عنوان کے حوالے سے اضافی محسوس ہوتا ہے اگر عنوان میں معمولی تبدیلی کر دی جاتی تو اس حصے کی شمولیت کا جواز فراہم ہو جاتا - ہمارے خیال میں زیر تبصرہ مقالے کے لیے موزوں ترین عنوان ہو سکتا تھا ، "خواجہ میر درد اور ان کی فارسی شاعری "-

دوسرے باب میں درد سے پہلے کی فارسی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے ، چوتھے اور پانچویں باب میں خواجہ میر درد کی فارسی شاعری پر اظہار خیال کیا گیا ہے - مجموعی تاثر بیان کرتے ہوئے مقالہ نگار رقم طراز ہیں:

> "خواجہ میر درد کی فارسی شاعری چوٹی کے فارسی گو شعراء کے درجے کی نہیں ہے لیکن اس کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا " - جس انحطاط کے زمانے میں وہ پیدا ہوئے اس میں ان کی فارسی شاعری یقیناً ایک اہمیت رکھتی ہے اور عالم گیری دور کے شعراء کے مقابلے میں تو خواجہ صاحب کو ہم ایک بہت اچھا شاعر شمار کر سکتے ہیں وہ فارسی کے بڑے شاعر نہیں ہیں لیکن اچھے شاعر ضرور ہیں ...... من حیث المجموع ان میں درد ہے ، کسک ہے ، سوزوگداز ہے - .... ہم انھیں یقیناً سودا اور میر تقی میر کے پائے کا فارسی گو شاعر قرار دے سکتے ہیں -"

زیر تبصرہ مقالہ درد کی حیات و فن پر موجودہ ذخیرۂ کتب میں ایک اچھا اضافہ ہے - اس کی ایک نمایاں خوبی تنقید اور تحقیق کا خوب صورت امتزاج ہے - جسے مثال بنایا جا سکتا ہے - آخر